ولادت باسعادت

اور

عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت

حضرت
مولانا کرم الدین السلفی (کراچی)

وَاَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اے محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم! میری آنکھ نے آپؐ سے زیادہ خوبصورت کبھی نہیں دیکھا، اور آپؐ سے زیادہ حسین وجمیل عورتوں نے نہیں جنا۔

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اشرف المخلوقات، فخر الاولین والآخرین، رحمۃ للعلمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، سید العالمین عدل وانصاف کے علم بردار، صدق وصفا کے پیکر، امانت ودیانت کے مجسم، رحمت وشفقت کے معدن، ہدایت کے ضوفشاں آفتاب وماہتاب تھے، آپؐ کے ساتھ محبت وعقیدت عین ایمان، آپؐ کے فضائل وشمائل کا ہر وقت تذکرہ ایمان افروز وباعث رحمت آپؐ کی ولادت مبارکہ، آپؐ کی صورت وسیرت، اخلاق وکردار

اقوال و افعال، آپ کی حیاتِ طیبہ اور زندگی کے ہر شعبہ کے صحیح حالات و واقعات اور اسوۂ حسنہ بلا پابندیٔ رسوم و قیود ہر وقت

بیان کرنا موجبِ رحمت، کارِ ثواب، ذریعہ نزولِ برکات اور سبب شفاعت و نجاتِ روزِ جزاء ہے۔ آپؐ کے محامد و مناقب کا ذکر مبارک دل کا سرور، آنکھوں کا نور اور راحت جان مُسلّم ہے

محبت وعقیدت کا معیار ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرب اور محبوب بننے کی کوشش کرے اور اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور خوشنودی حاصل کرنے کی تگ و دو کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضاء اور محبت کے لئے ایک معیار اور ضابطہ مقرر فرمایا ہے وہ ضابطہ و معیار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی اور اطاعت ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ٥

(پارہ ۳۔ سورۂ آل عمران۔ آیت ۳۱) اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہدو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پارہ ۲۱ سُورۃ الاحزاب۔ آیت ۲۱) یعنی تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی سیرت و ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ (رواہ الترمذی) یعنی جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی

اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

تمام عبادات مالی ہو یا بدنی، نفل ہو یا فرض اور ہر اچھے کام اور کارِ ثواب امور کی وضاحت و تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی اور امت کے لئے عملی نمونہ قائم کرکے فرمادیا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ (رواہ فی شرح السنۃ) تم میں کوئی ایماندار نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی تمام خواہشات میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو جائیں۔

اتباع عظیم۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات، دستور العمل، اور زندگی کے ہر شعبہ کے لئے راہ نمائی پیش کرتا ہے۔ حلال وحرام جائز، ناجائز امور کا بیان، نیکی اور بدی کی تعیین۔ ثواب وعذاب امور کی تفصیل صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کر سکتے ہیں، کسی اور کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اسی چیز کو ذہن نشین کرایا گیا ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۝ (پارہ ۱۱۔ سورۃ یونس۔ آیت ۱۵) میں شرعی امور میں وحی الٰہی کے بغیر کسی کی پیروی نہیں کرتا۔ اور یہی حکم تمام مسلمانوں کو ہے اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۝ (پارہ ۸۔ سورۃ الاعراف۔ آیت ۳) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم پہ نازل کیا گیا اس کی تابعداری کرو اور اس کے سوا کسی اور کی تابعداری مت کرو۔

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۝ (پارہ ۹۔ سورۃ الانفال آیت ۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۝ (پارہ ۵۔ رکوع ۸۔ آیت ۸۰)

یعنی جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اسؐ نے اللہ کی اطاعت کی۔
شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں ؎

بپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفےٰ ا

یعنی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے بغیر ہرگز نہ عمل قبول ہوگا اور نہ نجات ہوگی۔

صحیح عبادت اور کارِ ثواب امر کے لئے خلوص نیت کے ساتھ سنتِ رسول میں اس امر کا پایا جانا اور موافق ہونا شرط ہے پیروئ رسولؐ کے بجائے اپنی مرضی سے عمل کر کے انسان ثواب کی امید ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ اس سلسلہ میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ رَوَاحَةَ فِيْ سَرِيَّةٍ فَوَافَقَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَغَدَا اَصْحَابُهُ، وَقَالَ اَتَخَلَّفُ وَاُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَلَمَّا صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَغْدُوَ مَعَ اَصْحَابِكَ، فَقَالَ اَرَدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ مَعَكَ ثُمَّ اَلْحَقَهُمْ، فَقَالَ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَدْرَكْتَ فَضْلَ غَدْوَتِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۳۴۰)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہؓ کو ایک لشکر کے ساتھ (کسی جنگ کے لئے) بھیجنے کا حکم دیا۔ بروز جمعہ علی الصبح روانہ ہونے کا حکم

تھا۔عبداللہ رضی اللہ عنہ کے تمام ساتھی علی الصبح روانہ ہو گئے۔ عبداللہ رضؓ نے کہا کہ میں پیچھے رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھ کر ساتھیوں سے مل جاؤں گا۔ (مقصد یہ تھا کہ جہاد میں جا رہا ہوں شاید پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کا موقع نصیب نہ ہو، جہاد کے ساتھ اس سعادت کو بھی حاصل کر لوں۔ اور مسجد نبوی میں ایک جمعہ ہزار جمعہ کے برابر درجہ رکھتا ہے۔)

نماز جمعہ سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو دیکھ کر بلایا اور پوچھا کہ صبح کے وقت تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں گئے؟ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ میں نے آپؐ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کا ارادہ کیا ہے۔ پھر ساتھیوں سے مل جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا اگر زمین کے خزانے اور دولت (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے) خرچ کر دو۔ تو پھر بھی ان لوگوں کے علی الصبح روانہ ہونے کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔

مقام غور یہ ہے کہ جمعہ فرض ہے۔ مسجد نبوی میں پچاس ہزار جمعہ کا ثواب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و امامت میں جمعہ ادا ہو رہا ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان علی الصبح روانہ ہونے کا تھا۔ اس کے مقابلہ میں عبداللہ بن رواحہؓ نے اپنی مرضی، اپنی رائے، اپنے خیال سے ایک عمل کیا اگرچہ نیت زیادہ ثواب حاصل کرنے کی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے وقت پر روانہ ہو کر

اطاعت نہ کی جس سے معلوم ہوا کہ اپنی مرضی اور خیال سے کی ہوئی نیکی شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی بلکہ عمل کی قبولیت کے لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔

بدعت - بدعت ہر اس عقیدہ، نئی رسم اور عمل کو کہا جاتا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ، آپ کے طریقہ وسیرت کے خلاف اور آپؐ کے زمانہ خیر میں اس کا وجود نہ ملتا ہو۔ بلکہ بعد کی ایجاد ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ ہ (بخاری جلد اول صفحہ ۳۷۱۔ مسلم جلد دوم صفحہ ۷۷) یعنی جس شخص نے ہمارے اس (دین کے) معاملہ میں نئی بات۔ نئی رسم نکالی تو وہ مردود ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں وَالْمُرَادُ بِہٖ اَمْرُ الدِّیْنِ (فتح الباری جلد پنجم صفحہ ۳۳۱) یعنی اس سے مراد دینی امر ہے۔

حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں۔ کُلُّ مَنْ اَحْدَثَ فِی الدِّیْنِ مَا لَمْ یَأْذَنْ بِہِ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلَیْسَ مِنَ الدِّیْنِ فِیْ شَیْءٍ (جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۲) یعنی جس نے دین کے اندر ایسی چیز ایجاد کی جس کی اجازت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے نہ دی ہو تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں کہ اسی حدیث کے بعض الفاظ میں فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا کی جگہ صریح طور پر دین کا لفظ آیا ہے وَفِیْ بَعْضِ اَلْفَاظِہٖ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ دِیْنِنَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۹۲) (مسلم جلد دوم صفحہ ۷۷) اور ابوداؤد (جلد دوم صفحہ ۲۷۹ میں مَنْ صَنَعَ اَمْرًا عَلٰی غَیْرِ اَمْرِنَا فَھُوَ رَدٌّ کے الفاظ ہیں۔ یعنی جس نے ایسا عمل اور کام کیا جو ہمارا معمول نہیں ہے یا جس پر ہماری طرف سے کوئی سند نہیں ہے وہ مردود ہے۔

بدعتی کے عمل برباد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَبَی اللّٰہُ اَنْ یَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبِ بِدْعَةٍ حَتّٰی یَدَعَ بِدْعَتَہٗ (ابن ماجہ صفحہ ۶) یعنی اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت کو چھوڑ نہ دے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ لِصَاحِبِ بِدْعَةٍ صَوْمًا وَّلَا صَلٰوةً وَّلَا صَدَقَةً وَّلَا حَجًّا وَّلَا عُمْرَةً وَّلَا جِھَادًا وَّلَا صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا، یَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ کَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ (ابن ماجہ صفحہ ۷) یعنی اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی نفلی عبادت اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے۔ بدعتی اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے گوندے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔

بدعتی کا حشر - میدان حشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت حوض کوثر سے جام بھر بھر کر پانی پیئے گی۔ حوض کوثر سے پانی پینے کے لئے ایک گروہ آگے بڑھے گا۔ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے گی۔ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ میں اللہ سے عرض کروں گا - یا اللہ! یہ میرے امتی ہیں۔ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ - اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب دیا جائیگا آپ نہیں جانتے اُن لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں اور نئے نئے مسئلے (دین کے اندر) نکال لئے تھے - یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ دور ہو جاؤ۔ میری آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاؤ جس نے میرے بعد میرے دین کو بدل دیا (بخاری ومسلم)

امام مالک المتوفی ۱۷۹ھ فرماتے ہیں۔ مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْاِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ، اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (الآية) فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِيْنًا فَلَا يَكُوْنُ الْيَوْمَ دِيْنًا (الاعتصام للشاطبی جلد اول صفحہ ۴۷)

جو شخص اسلام میں نئی رسم نکالتا ہے جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے تو اُس نے یہ خیال کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت (شریعت) کے پہنچانے میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا

ہے ۔لہذا جو چیز اُس وقت دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔
مثلاً پانچ نمازوں کے لئے اذان کہنا بہت زیادہ ثواب ہے اور اذان کہنے والے کے لئے بڑی فضیلت حدیث میں وارد ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز عیدالفطر اور نماز عیدالاضحیٰ کے لئے اذان کہے گا تو وہ بدعت ہے، گناہ ہے ہرگز ثواب نہیں ہے ۔کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے بعد صحابہ کرامؓ تابعین۔ آئمہ دین کسی سے بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

آیئے، قرآن وحدیث کے ان ہی اصولوں اور معیاروں کے مطابق ماہ ربیع الاوّل کے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں۔

اسلامی عیدیں صرف دو ہیں:۔ اس جشن کو اخبارات اور اشتہارات میں عید کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔لیکن جیسے کسی چیز کو حلال و حرام قرار دینا اور حدود وغیرہ کا تعین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے ۔اسی طرح اسلامی تہوار اور عیدین بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے معین و مقرر شدہ ہیں۔

(۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْھِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِھِمَا خَیْرًا مِّنْھُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ۔ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۶ وَاَیْضًا نسائی جلد اول صفحہ ۱۸۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ تشریف لائے، تو ان لوگوں کے سال میں دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے (اور خوشیاں) مناتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا۔ زمانہ جاہلیت سے ہم ان دنوں میں کھیلتے اور خوشی مناتے چلے آرہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلہ میں دو بہتر دن عطاء فرما دیئے ہیں وہ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تہوار کے طور پر منانے کے لئے شرعی عیدین صرف دو ہیں اور ان دونوں کو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ ۝ کے الفاظ اسی بات کو ظاہر کر رہے ہیں۔

اب جو شخص کوئی اور عید منانے کے لئے ایجاد کرتا ہے وہ یقیناً احداث فی الدین و زیادۃ فی الشریعۃ کا مرتکب ہو کر بدعت جاری کر رہا ہے۔

مجالس میلاد کے ایجاد کی تاریخ

(۲) میلاد النبی کی مجالس و محافل اور اس کا جشن ساتویں صدی ہجری کے شروع تقریباً ۶۰۴ھ میں سب سے پہلے منایا گیا۔ (ابن خلکان صفحہ ۳۸۱) اس کا اوّل موجد ابو سعید کوکبوری بن ابی الحسن علی بن بکتکین بن محمد الملقب الملک المعظم مظفر الدین صاحب اربل (موصل) المتوفی ۱۸ رمضان ۶۳۰ھ ہے یہ بادشاہ ان محفلوں میں بے دریغ پیسہ خرچ کرتا، آلات لہو و لعب کے ساتھ راگ رنگ کی محفلیں منعقد کرتا تھا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَهْلُ التَّارِيْخِ بِاَنَّهُ يَجْمَعُ اَصْحَابَ الْمَلَاهِيْ وَالْمَزَامِيْرِ فِيْ هٰذَا الْعَمَلِ وَيَسْمَعُ الْغِنَاءَ وَاَصْوَاتَ اٰلَاتِ اللَّهْوِ وَيَرْقُصُ بِنَفْسِهٖ وَمَنْ هُوَ كَذٰلِكَ فَلَا شَكَّ فِيْ فِسْقِهٖ وَضَلَالَتِهٖ فَكَيْفَ يُسْتَنَدُ بِعَمَلِ مِثْلِهٖ وَيُعْتَمَدُ عَلٰى قَوْلِهٖ

(فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۱۳۲)

یعنی اہل تاریخ نے صراحت کی ہے کہ یہ بادشاہ بھانڈوں اور گانے والوں کو جمع کرتا اور گانے کے آلات سے گانا سنتا اور خود ناچتا۔ ایسے شخص کے فسق اور گمراہی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس جیسے کے فعل کو کیسے روا اور اس کے قول پر کیسے اعتماد کیا جا سکتا ہے۔

مختصر کیفیت اس فسق کی اور ایجاد اس بدعت کی یہ ہے کہ مجلس مولود کے اہتمام میں بیس قبے لکڑی کے بڑے عالیشان بنواتا اور ہر قبہ میں پانچ پانچ طبقے ہوتے۔ ابتداء صفر سے ان کو مزین کرکے ہر طبقہ میں ایک ایک جماعت راگ گانے والوں ٹپہ خیال گانے والوں اور باجے کھیل تماشے ناچ کود کرنے والوں کی بٹھائی جاتی اور بادشاہ مظفر الدین خود مع ارکین و ہزارہا مخلوق قرب و جوار کے ہر روز بعد از عصران قبوں اور طبقوں میں جاکر ناچ رنگ وغیرہ سن کر خوش ہوتا اور خود ناچتا۔ پھر اپنے قبہ میں تمام رات راگ رنگ، لہو و لعب میں مشغول رہتا اور قبل دو روز ایام مولد کے اونٹ گائیں بکریں بیشمار طبلوں اور آلات گانے والوں کے ساتھ جتنے اس کے یہاں تھے نکال کر میدان میں ان کو ذبح کراکر ہر قسم کھانوں کی تیار کراکر اہل مجالس لہو

کو کھلاتا اور شب مولود کو کثرت سے راگ قلعہ میں گواتا تھا۔ چنانچہ تاریخ ابن خلکان میں ہے: فَاِذَا کَانَ اَوَّلُ صَفَرٍ زَیَّنُوْا تِلْکَ الْقِبَابَ بِاَنْوَاعِ الزِّیْنَةِ الْفَاخِرَةِ الْمُتَجَمِّلَةِ وَقَعَدَ فِیْ کُلِّ قُبَّةٍ جَوْقٌ مِّنَ الْمَغَانِیْ وَجَوْقٌ مِّنْ اَرْبَابِ الْخِیَالِ وَمِنْ اَصْحَابِ الْمَلَاهِیْ وَالْغِنَاءِ فِیْهِ فَکَانَ مُظَفَّرُ الدِّیْنِ یَنْزِلُ کُلَّ یَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَیَقِفُ عَلٰی قُبَّةٍ قُبَّةٍ اِلٰی اٰخِرِهَا وَیَسْمَعُ غِنَاءَهُمْ وَیَتَفَرَّجُ عَلٰی خِیَالَاتِهِمْ وَالْغِنَاءِ فِیْهِ فَاِذَا کَانَ قَبْلَ الْمَوْلِدِ بِیَوْمَیْنِ اَخْرَجَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ شَیْئًا کَثِیْرًا زَائِدًا عَنِ الْوَصْفِ وَزَفَّهَا بِجَمِیْعِ مَا عِنْدَهٗ مِنَ الطُّبُوْلِ وَالْمَغَانِیْ وَالْمَلَاهِیْ حَتّٰی یَاْتِیْ بِهَا اِلَی الْمَیْدَانِ ثُمَّ یَشْرَعُوْنَ فِیْ نَحْرِهَا وَیَنْصِبُوْنَ الْقُدُوْرَ وَیَطْبُخُوْنَ الْاَلْوَانَ الْمُخْتَلِفَةَ فَاِذَا کَانَ لَیْلَةُ الْمَوْلِدِ عَمِلَ السَّمَاعَاتِ بَعْدَ اَنْ یُّصَلِّیَ الْمَغْرِبَ فِی الْقَلْعَةِ (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۳۲ تاریخ ابن خلکان صفحہ ۴۷۰ طبع قدیم (ملخصاً)

موجودہ دور میں ان محفلوں میں ٹوسٹ ناچ بھنگڑا ناچ جیسے اور آلات موسیقی کے گانوں کی دھنوں پر لوگ رقصاں ہوتے ہیں اور زرق برق لباس کے ساتھ مرد وزن کا اختلاط (میل ملاپ) ہوتا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گانے ختم کرنے اور آلات موسیقی توڑنے، مٹانے کے لئے آئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ ٥ (مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۳۱۸) یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ان آلات لہو کے مٹا دینے کا حکم دیا ہے جو ہاتھ سے بجائے جاتے ہیں اور جو منہ (باجے وغیرہ) سے بجائے جاتے ہیں۔ محفل میلاد کے جواز کا فتویٰ دینے والا اور اس کے

لئے مواد جمع کرنے والا ایک دنیا پرست جھوٹا اور بے دین آدمی تھا بادشاہ نے اس کے صلہ میں اس کو ایک ہزار اشرفی انعام دی تھی (ابن خلکان صفحہ ۳۸۱) اس کا نام ابوالخطاب عمر بن الحسن المعروف بابن دحیۃ الکلبی متوفی ۶۳۳ھ ہے۔

(۳) حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں قَالَ ابْنُ النَّجَّارِ رَأَیْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِیْنَ عَلٰی کِذْبِہٖ وَضُعْفِہٖ (لسان المیزان جلد چہارم صفحہ ۲۹۵) ابن نجار کہتے ہیں کہ میں نے تمام لوگوں کو اس کے جھوٹ اور ضعیف ہونے پر متفق پایا۔

(۴) کَثِیْرُ الْوَقِیْعَۃِ فِی الْاَئِمَّۃِ وَفِی السَّلَفِ مِنَ الْعُلَمَاءِ خَبِیْثُ اللِّسَانِ اَحْمَقُ شَدِیْدُ الْکِبْرِ قَلِیْلُ النَّظْرِ فِیْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ مُتَہَاوِنًا ہٗ (لسان المیزان چہارم جلد صفحہ ۲۹۶) یعنی وہ آئمہ دین اور سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرنے والا اور خبیث زبان والا تھا، بڑا احمق اور متکبّر تھا اور دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ اور سست تھا۔

(۵) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیدائش کے بعد ۶۳ برس اور خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے ۲۳ برس بعد تک اس دنیا میں زندہ رہے۔ ہر سال ماہ ربیع الاوّل آیا لیکن کسی ایک سال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے میلاد کا جشن نہیں منایا اور نہ منانے کا حکم دیا۔

(۶) آپؐ کے بعد آپؐ کے سچے جانشین جانثار خلفاء راشدین خلیفہ اول عبداللہ بن عثمان ابوبکر صدیق رضؓ خلیفہ ثانی عمر فاروق رضؓ خلیفہ ثالث عثمان غنی رضؓ خلیفہ چہارم علیؓ کا دور خلافت مبنی بر صداقت ۳۰ سال تک رہا لیکن کسی ایک سال بھی یہ سالگرہ یہ جشن نہیں منایا۔ نہ کچھ اہتمام کیا۔ صحابہ کرامؓ کا دور ۱۱۰ھ تک ان کے شاگردان تابعینؒ کا

دور سنہ ۲۲۰ھ تک رہا۔ ان کے بعد آئمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کا دور ۲۴۱ھ تک رہا۔ کسی صحابی کسی تابعی کسی امام کسی محدث و مجتہد نے ربیع الاول کے پروگرام کا اہتمام نہیں کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتب میں مجلس میلاد النبی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ کیا یہ تمام محبت رسول کے جذبۂ صادق سے سرشار نہ تھے۔ کیا ان کو ثواب کی ضرورت نہ تھی۔

یقیناً وہ سچے تابعدار، جذبہ حُبّ رسول جان و مال سے زیادہ عزیز تھا تو پھر یاد رکھیئے جو کام اُن کے پروگرام میں نہیں آیا وہ دین اور ثواب نہیں ہو سکتا۔

(۷) تاریخ ولادت میں مؤرخین نے اختلاف کیا ہے طبری و ابن خلدون ۱۲، اور ابوالفداء نے ۱۰ لکھی ہے مگر سب کا اتفاق ہے۔ کہ دو شنبہ (سوموار) کا دن ۹ ربیع الاول کے سوا کسی اور تاریخ سے مطابقت نہیں کھاتا۔ اس لئے ۹ ربیع الاول ہی صحیح ہے (رحمۃ للعالمین جلد اول صفحہ ۴۰) شبلی نعمانی نے بھی ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔ (سیرت النبی)

جب تاریخ ولادت میں اختلاف ہے تو معلوم ہوا کہ یوم ولادت کا اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ اور خود اس کا موجد بھی اسی اختلاف کی وجہ سے یہ جشن ایک سال ۸ ر اور دوسرے سال ۱۲ ربیع الاول کو منایا کرتا تھا۔ وَكَانَ يَعْمَلُهُ سَنَةً فِي ثَامِنِ الشَّهْرِ وَسَنَةً فِي ثَانِي عَشَرَةَ لِأَجْلِ الْاِخْتِلَافِ الَّذِي فِيْهِ (ابن خلکان صفحہ ۲۳۷ م)

جب تاریخ ولادت تحقیقی طور پر ۹ ربیع الاول ہے
۱۲ ربیع الاوّل کے تمام پروگرام غلط ہو گئے۔
(۸) اگر بفرض محال .... مان لیا جائے کہ آپ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے تو آپ کی وفات بھی ۱۲ ربیع الاول سلہ یوم دوشنبہ کو ہوئی تھی۔
عقل یہ فیصلہ کرتی ہے اور مشاہدہ اس کی گواہی دیتا ہے کہ اگر خوشی اور غم ایک جگہ جمع ہو جائیں تو خوشی پر غم غالب ہوتا ہے اور خوشی کے تمام پروگرام تاریخ نکاح ولیمہ وغیرہ ملتوی کر دیئے جاتے ہیں اور لوگوں کے چہروں پر غمی کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ آپؐ کی پیدائش صبح صادق کے وقت ہے۔ اور آپؐ کی وفات چاشت کے وقت ہے غور فرمائیں کیا کرنا چاہیئے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَمَا رَأَیْتُ یَوْمًا کَانَ اَقْبَحَ وَلَا اَظْلَمَ مِنْ یَوْمٍ مَاتَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن قبیح اور تاریک ترین دن تھا۔ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْھَا کُلُّ شَیْءٍ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷) یعنی آپؐ کی وفات کے دن ہر چیز تاریک ہو گئی۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کی وفات سے سخت غمگین ہو گئے۔ حَزِنُوْا عَلَیْہِ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۶)

(۹) اگر دیگر قوموں کی دیکھا دیکھی میں شروع کیا گیا ہے کہ وہ اپنے پیشواؤں کے ایام مناتے ہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا۔ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۳۷۵)
یعنی جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ ان ہی سے ہے

(۱۰) آپؐ کی پیدائش سوموار کے دن ہے۔ اس دن روزہ رکھنے کا ذکر حدیث میں آیا ہے وَسُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ فِيهِ (مسلم جلد اول صفحہ ۳۶۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوموار کے دن روزہ رکھنے کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا اسی دن میری ولادت اور بعثت ہوئی ہے۔

(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سالگرہ منانے سے منع فرمایا ہے۔ اور اصل چیز آپؐ پر درود شریف پڑھنا ہے عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَّصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ (مشکوٰۃ صفحہ ۸۶)۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ (یعنی نماز و دُعاء اور قرائت وغیرہ سے خالی مت رکھو یا میت کو گھر میں دفن نہ کرو بلکہ عام قبرستان میں دفن کرو) اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر درود شریف پڑھو۔ جہاں کہیں تم ہو گے درود مجھ کو پہنچ جائے گا۔

عید عام طور پر اسی کو کہا جاتا ہے جو سال میں یوم مقرر پر اجتماع عام ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے روکا ہے۔ جو اجتماع جس شکل میں ثابت ہے درست ہے۔ ربیع الاول کا اجتماع اور پروگرام ثابت نہیں ہے۔

(۱۲) ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی شبیہ مثیل اور نقلی تصویر لکڑی، کپڑے اور کاغذوں وغیرہ سے تیار کی جاتی ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قبر اقدس کی توہین ہے۔ عَنْ عَائِشَةَ رض اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَنِيْسَةً رَاَتْهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الصُّوَرِ فَقَالَ: اُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوِ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ (بخاری مسلم)

حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رض نے ملک حبشہ کے ایک گرجے اور اس میں تصاویر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ان میں جب کوئی نیک آدمی مر جاتا تھا۔ تو اس کی قبر پر مسجد بنا کر اس میں یہ تصویریں بنا دیتے تھے۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بنانے والے بدترین مخلوق ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رض کا فیصلہ

عَنْ اَبِي الْهَيَّاجِ الْاَسَدِيِّ قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ اَلَا اَبْعَثُكَ عَلٰى مَا بَعَثَنِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا

إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ رواہ مسلم

ابو ہیاج اسدی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ میں آپ کو اس کام پر بھیجتا ہوں جس کام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا ہر جاندار کی تصویر مٹا دو اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دو۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہوئے قبوں گنبدوں کو گرانے کا حکم دے رہے ہیں لیکن آپ کے امتی پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ سب کچھ بنا رہے ہیں بے نماز اور داڑھی منڈے ان محفلوں میں زیادہ دلچسپی لیتے ہیں ؎

تَعْصِي الرَّسُولَ وَأَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهُ ... هٰذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَاسِ بَدِيعٌ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهُ

إِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُحِبُّ مُطِيعٌ

یعنی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے محبت کا اظہار کرتا ہے، بڑی ہی عجیب بات ہے اگر تیری محبت سچی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا کیونکہ محب محبوب کا اطاعت شعار ہوتا ہے

(۱۳) **میلاد میں قیام کرنا:** مولود پڑھنے والے مولود کے بعد اہل مجلس کو کہتے ہیں کہ سب کھڑے ہو کر سلام پڑھو کیونکہ حضور خود یا آپ کی روح تشریف لاتی ہے، یہ سراسر حرام ہے۔ وَيَقُومُونَ عِنْدَ تَوَلُّدِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعُمُونَ أَنَّ رُوحَهُ تَجِيءُ وَحَاضِرٌ تَزْعُمُهُمْ بَاطِلٌ بَلْ هٰذَا الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ وَقَدْ مَنَعَ الْأَئِمَّةُ الْأَرْبَعَةُ عَنْ مِثْلِ هٰذَا (تحفۃ القضاۃ۔ الزار التوحید ص ۳۳۵)

یعنی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سن کر (محفل میلاد میں) کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں کہ آپ کی روح تشریف لاتی ہے اور آپ حاضر ہوتے ہیں، لوگوں کا یہ خیال باطل ہے بلکہ ایسا

اعتقاد شرک ہے اور چاروں اماموں نے اس قسم کے عقیدوں سے منع کیا ہے
غور فرمائیں یہ حنفی فقہ کا فتویٰ ہے۔

(۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ (مشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۴۰۳) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تھی، آپؐ کو دیکھ کر وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے قیام کو برا جانتے ہیں۔

ایک دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے تو آپؐ نے فرمایا لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا (مشکوٰۃ صفحہ ۴۰۳) مجھے دیکھ کر مت کھڑے ہوا کرو جیسے عجمی (بے دین لوگ) ایک دوسرے کی تعظیم کی خاطر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اپنے لئے قیام سے منع فرما دیا تو آپ کی وفات کے بعد آپؐ کا ذکر مولود سن کر کھڑے ہونے کی اجازت کہاں سے مل گئی۔ معلوم ہوا یہ بناوٹی اور جھوٹی محبت ہے جس کی کوئی سند نہیں۔

(۱۶) **طعام**۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا۔

سوال: پختن طعام در ایام ربیع الاول برائے خدا درسانیدن ثواب آں بروح پرفتوح حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ در ایام محرم و دیگر آل اطہار سید مختار

صحیح است یا نہ؟

جواب۔ برائے ایں کار وقت و روز تعیّن نمودن و ماہے مقرّر کردن بدعت است و ہر چیز کہ بر آں ترغیب صاحب شرع و تعیین وقت نباشد آں فعل عبث و مخالف سنت سیّد الانام و مخالفتِ سنّت حرام است پس ہرگز روا نہ باشد

(فتاویٰ عزیزیہ صفحہ ۹۳)

یعنی اس کام کے لئے وقت اور دن کی تعیین اور مہینہ خاص کرنا بدعت ہے اور ہر وہ کام جس پر شارع کی ترغیب اور وقت کی تعیین نہ ہو۔ وہ عبث بے فائدہ اور سنت کے مخالف ہے اور سنّت کی مخالفت حرام ہے۔ لہذا بالکل جائز نہیں ہے۔

(۱۷) شرع میں جس جگہ اور جس کام میں خرچ کرنے کی اجازت نہ آئی ہو۔ اس میں خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی ہے۔ فضول خرچ کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (پارہ ۱۵۔ آیت ۲۷)

یعنی فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

چونکہ ان مجلسوں کا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اور نہ فقہ کی معتبر کتب میں ہیں، لہذا ان کی آرائش وغیرہ پر خرچ کرنا درست نہیں ہے، فضول خرچی اور گناہ ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب لکھا ہے

تم اپنے گھروں کو، مجلسوں کو آباد کرتے ہو مگر تمہیں اپنے دل کی اُجڑی ہوئی